بدِعت

ایک خوش نما گمراہی

بدعت اسلام کے انتہائی حسین چہرے کو نئی نئی رسمیں پیدا کر کے خوش نما بنانے کی ناکام جسارت ہے۔ اسلام اپنی اصل حالت میں اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کامل ترین دین ہے۔ یہ اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اگر اس میں سے کچھ کم کیا جائے تو اس کے کمال میں نقص پیدا ہو گا اور اگر کچھ اضافہ کرنا چاہیں تو وہ بھی اس کو کمال کے درجہ سے ہٹا دے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح خالق نے انسان کو احسن تقویم پیدا کیا۔ اس کے متناسب اعضاء اور شکل و صورت اسے باقی مخلوق سے ممتاز کرتے ہیں۔ انسانی چہرے پر دو خوبصورت آنکھیں اللہ تعالیٰ نے فِٹ کی ہیں' اگر ایک آنکھ ضائع ہو جائے یا مِٹ جائے تو چہرہ بدصورت ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر بالفرض کسی انسانی چہرے پر دو کے ساتھ ایک تیسری آنکھ کا اضافہ کر دیا جائے تو وہ بھی اتنا ہی بُرا لگے گا جتنی صرف ایک آنکھ۔ کیونکہ تکمیل و اِتمام کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کے مزید اضافے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اسلام کو دین اعتدال کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس نظامِ حیات میں نہ زیادہ نرمی ہے اور نہ زیادہ سختی۔ یہی اعتدال طریقوں اور چیزوں میں حسن پیدا کرتا ہے۔ کسی جگہ ذرا بھی توازن میں بگاڑ ہو جائے تو نتیجہ خرابی کی صورت میں برآمد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ : ۳) ترجمہ : "آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین"۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے بالکل آخری دور میں حجۃ الوداع کے موقع پر (۱۰ھ) نازل ہوئی اور آپؐ نے میدان عرفات میں چالیس ہزار

سے زائد کے مجمع میں لوگوں کو سنائی۔ گویا اب دین سازی کا کام ختم ہوا' بس اب تو اطاعت اور تعمیل ہی کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا اور پسندیدہ دین ہونے کی وجہ سے اسلام انسانی زندگی کے تقاضوں کو بھرپور انداز میں پورا کرتا ہے' لہٰذا انسانیت کو فلاح و بہبود کے لئے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ خود اپنی عقل ناقص سے نئی نئی چیزیں شامل کر کے اس کو مزید بہتر بنانے کی۔ اس لئے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کو ہی فوز و فلاح کا راستہ بنایا گیا ہے اور دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کرنے سے سختی سے روکا گیا ہے' تاکہ دین اسلام اپنی اسی خالص حالت میں قائم رہے جس میں اللہ نے اتارا اور نبی کریم ﷺ نے امت کے حوالے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ' وَلاَ تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ' ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○ ﴾

(الانعام : ۱۵۳)

"اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو' اور مت چلو دوسرے راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے۔ یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو"۔

پھر قرآن پاک میں ایک سے زائد مرتبہ فرمایا گیا ﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ یعنی "حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول (ﷺ) کا"۔ چنانچہ اب تو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکام پر عمل کرنا ہے اور بس۔ مگر شیطان لعین تو ہر وقت ہر انداز میں انسانوں کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کے لئے وہ طرح طرح کے حربے استعمال کرتا ہے۔ وہ بدعات کو خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسا لیتا ہے اور مسلمان خوشی خوشی بدعات اختیار کرتے جاتے اور خدا اور رسول ؐ کی ناراضی کے مستحق بنتے جاتے ہیں۔ انسان کی اس کمزوری کے پیش نظر ہی رسول اللہ ﷺ نے بدعت کی واضح الفاظ میں مذمت فرما دی اور اس کے نتائج بد سے آگاہ کر دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا :

((مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (بخاری و مسلم)

"جس نے ہمارے دین میں ایسی بات (دین سمجھ کر) ایجاد کی جو دین سے نہیں ہے
تو وہ مردود ہے۔"

مسلم کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

"جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ
مردود ہے"

بدعت سے دور رہنا اتنا ضروری ہے کہ آپؐ اپنے خطبات میں اکثر یہ الفاظ دہراتے تھے :

((فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ
(ﷺ) وَشَرَّ الْاُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ))

"بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راہ محمد (ﷺ) کی راہ ہے اور بدترین
امور وہ ہیں جن کو دین میں ایجاد کیا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ دین وہی ہے جو ہمیں بتا دیا گیا اور راستہ بھی وہی اچھا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے۔ یعنی رسول اکرمؐ کا طرز زندگی امت کے افراد کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اور یہی اللہ پاک نے فرمایا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ "بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔ اُسوۂ حسنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ عبادات میں بھی آنحضورؐ کا انداز اپنانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص عبادات نبوی سے زیادہ مقدار میں عبادت کرنے کا ارادہ کرے تو یہ غلو ہو گا اور اس کی اجازت دین اسلام میں نہیں ہے۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت جو حضرت انسؓ سے مروی ہے' میں آتا ہے کہ

"تین افراد حضور ﷺ کے مکان پر حاضر ہوئے تاکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آنحضرتؐ کی عبادت کی کیفیت دریافت کریں۔ جب انہیں آپؐ کی نفلی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو گویا انہوں نے اس عمل کو اپنے لئے قلیل سمجھا اور کہنے لگے کہ ہماری رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا حقیقت ہے' آپؐ کی تو اگلی پچھلی لغزشیں (اگر بالفرض ہوں) معاف ہو چکیں۔ پس ان میں سے ایک بولا میں تو ساری رات نماز میں مشغول رہا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا اور کبھی

ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدگی اختیار کرلوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور اُن سے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا۔ (انہوں نے ہاں میں جواب دیا) اِس پر آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں اور زیادہ تقویٰ رکھتا ہوں۔ اس کے باوجود میں (نفلی) روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میرے طریقے کو چھوڑا وہ مجھ سے نہیں"۔

یعنی ؎ خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پس سنت تو مطلوب و مقصود ہے جبکہ بدعت مردود و مکروہ۔ سنت طریق پیغمبر ہے اور پیغمبر کے عمل کو رضائے الٰہی اور قبولیت حاصل ہے۔ اس کے برعکس بدعت کسی انسان کے ذہن و فکر کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ بدعت کی برائی اس لئے بھی زیادہ سنگین ہو جاتی ہے کہ بدعتی جس بدعت کو اختیار کرتا ہے اسے اچھا سمجھ کر اور ثواب کی نیت سے کرتا ہے' لہٰذا اس کا اس بدعت کو چھوڑنا کم ہی ممکن ہوتا ہے اور وہ مردود ہی مرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی شخص کی زندگی گناہ آلود ہو تو کسی وقت بھی جب اسے احساس ندامت ہو وہ اس گناہ سے تائب ہو جاتا ہے اور گناہ چھوڑ دیتا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ آیت ﴿یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو۔ یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کرلو یا کوئی عمل کرنے لگو۔ سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے' کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کرلیا جائے...."

پس جو شخص کسی عمل کو اچھا سمجھ کر کرتا ہے وہ اسے کیسے چھوڑے گا۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الحدید کی آیت: ۲۷ کی تفسیر میں بدعت کی تعریف ان الفاظ میں

کرتے ہیں :

"بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب و سنت اور قرون مشہودٌ لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین و ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں' ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو ناحق قتل کر کے بدعتِ سیئہ کا ارتکاب کیا کیونکہ یہ پہلا قتل ناحق تھا۔ اور بدعتِ حسنہ رمضان شریف کے دوران تراویح کی جماعت ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں رائج کی۔ مگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بدعت سے مراد وہ بدعت نہیں جسے پیچھے ذکر کی گئی احادیث میں مردود کہا گیا ہے' بلکہ اس بدعت سے مراد نیکی یا برائی کو رواج دینا ہے۔ قتلِ ناحق تو گناہ ہی ہے' یہ کوئی دین میں نکالی ہوئی نئی چیز تو نہیں ہے۔ البتہ پہلا قتل ناحق قابیل نے کیا اور اس برائی کا آغاز کیا۔ اسی طرح تراویح کی نماز بھی بدعت کی تعریف میں نہیں آتی۔ اول تو اس لئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں قیام لیل کا اہتمام کیا اور امت کو اس عمل کی حد درجہ ترغیب دی۔ البتہ مصلحتاً اس کی جماعت کا اہتمام نہ کیا کہ اگر یہ لمبی نماز فرض ہو گئی تو امت پر بار ہو گی۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی بنیاد پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجماع صحابہ سے تراویح کو منظم شکل دی۔ گویا تراویح تو سنت سے ثابت ہے ہی کوئی نئی چیز تو نہیں۔ دوم خلفائے راشدین کے طریقے کو خود حضورؐ نے سنت کا درجہ دے کر اُمت کے لئے قابل تقلید قرار دے دیا ہے۔ مشہور حدیث ہے :

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ))

"تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ"۔

پس صحابہ کرام کے کسی مجمع علیہ کام پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قول رسول ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) کی موجودگی میں بدعتِ حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم کا کوئی جواز نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدعتِ حسنہ سے بھی اسی طرح احتراز کرنا چاہئے جس طرح بدعت سیئہ سے۔ ملاحظہ ہو :

"تا از بدعت حسنہ در رنگ بدعت سیئہ احتراز نہ نماید بوئے ازیں دولت بمشامِ

جان او نرسد و این معنی امروز متعذر است کہ عالم در دریائے بدعت غرق گشتہ است و باظلمات بدعت آرام گرفتہ ۔ کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت زند و احیائے سنت لب کشاید۔ اکثر علمائے ایں وقت رواج دہندہ ہائے بدعت اند و محو کنندہ ہائے سنت۔ بدعتہائے پہن شدہ را تعامل خلق دانستہ بجواز بلکہ باستحسان آن فتویٰ می دہند و مردم را بہ بدعت دلالت می نمائند۔ چہ می گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود تعامل گردد۔ مگر نمی دانند کہ تعامل دلیل استحسان نیست۔ تعاملے کہ معتبر ست ہماں است کہ از صدر اول آمدہ است یا باجماع جمیع مردم حاصل گشتہ "۔ (اقتباس از مکتوبات شیخ احمد سرہندیؒ)

ترجمہ : "جب تک انسان بدعت حسنہ سے بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کرے گا دولت ایمان کی بو اس کے مشام جان تک نہ پہنچے گی۔ اور یہ بات اس زمانے میں بہت دشوار ہے' کیونکہ دنیا بدعت میں غرق ہے اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام کر رہی ہے۔ کس کی مجال ہے جو بدعت کے مٹانے کا دم مارے اور احیائے سنت میں لب کشائی کرے۔ اس زمانے کے اکثر علماء بدعتوں کو رواج دینے والے اور سنتوں کو مٹانے والے ہیں۔ جن بدعتوں کا دائرہ وسیع ہے ان کو لوگوں کا تعامل سمجھ کر ان کے جواز بلکہ استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں اس طرح بدعت کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ یہ وہ کیا کہتے ہیں کہ اگر گمراہی عام ہو جائے اور باطل متعارف ہو جائے تو وہ تعامل ہو جاتا ہے؟ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ محض تعامل مستحسن ہونے کی دلیل نہیں۔ جو تعامل شرعاً معتبر ہے وہی تعامل ہے جو صدرِ اول سے ہو یا اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو"۔

امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ گویا بدعات کے قریب پھٹکنے سے بھی منع کر رہے ہیں کیونکہ بدعت سنت کو مٹانے والی ہوتی ہے اور انسانی اختراع ہونے کی وجہ سے نقصان سے خالی نہیں ہوتی۔ پس تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام میں مسنون طریقہ اپنایا جائے جو محفوظ ہے اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ بدعت کے انجام بد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح واضح کیا ہے :

"میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں۔ جو میرے پاس پہنچے گا وہ آبِ کوثر پئے گا اور جو اس کو پی لے گا پھر کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا۔ اور وہاں کچھ لوگ جن کو

میں بھی پہچانوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے میری طرف آئیں گے' لیکن میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی تو میں کہوں گا کہ یہ آدمی تو میرے ہیں۔ پس مجھے جواب دیا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ تو میں کہوں گا بربادی اور دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد (دین میں) تغیر پیدا کئے"۔

یہ حدیث امام مسلمؒ اور امام بخاریؒ دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں درج کی ہے' گویا اس کا شمار صحیح ترین احادیث میں ہوتا ہے۔ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ بدعت ایسی مذموم' مکروہ اور منحوس شے ہے کہ بدعتی رحمۃ للعالمین ﷺ کے حوضِ کوثر پر پہنچ جانے کے باوجود آبِ کوثر سے محروم رہے گا۔ العیاذ باللہ۔ چنانچہ ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ پکی پکی مسنون باتوں پر عمل کیا جائے انہی کی تبلیغ و تشہیر کی جائے اور دین میں پیدا کی گئی نئی نئی باتوں سے اجتناب کیا جائے کہ یہی محفوظ اور بے خطر طریقہ ہے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک اہم تالیف

راہِ نجات

سورۃ العصر کی روشنی میں

جو ایک نہایت وقیع تحریر اور ایک حد درجہ جامع تقریر پر مشتمل ہے

کا نیا ایڈیشن نئی آب و تاب اور عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہو گیا ہے

قیمت اعلیٰ ایڈیشن :- ۳۰/- روپے (مضبوط دیدہ زیب جلد' سفید کاغذ)

" اشاعتِ عام :- ۱۰/- " (غیر مجلد' دبیز اخباری کاغذ)

شائع کردہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' ۳۶- کے' ماڈل ٹاؤن'